مختلف مسالک پر عمل

مولانا عبدالمالک

اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ نظام کتاب وسنت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة نبيه (موطا)

میں نے تمھارے پاس دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم انھیں پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت۔

کتاب وسنت ہی دین کا نام ہے اور کتاب وسنت ہی ''حبل اللہ'' ہے، جس کو مضبوطی سے پکڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص (آل عمران ۳:۱۰۳)

اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے الگ نہ ہو جاؤ

اس لیے جو شخص کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے وہ دین پر عمل کرتا ہے۔ کتاب وسنت سے ہٹ کر کسی بھی مسلک کو اللہ تعالیٰ نے اتباع اور اطاعت کے لیے مقرر نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطاعت کے لیے نامزد اور متعین اللہ کے نبی اور وہ دین ہے جو کتاب وسنت کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ قرآن وسنت نے اولی الامر فقہا کی اطاعت کو بھی لازم کیا ہے لیکن وہ اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ کتاب وسنت کے تابع ہو، اس سے متعارض یا متصادم نہ ہو۔ اگر کتاب وسنت سے متعارض ہو تو پھر فقہا کی نہیں بلکہ کتاب وسنت کی اطاعت کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ (النساء ۴:۵۹)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسولؐ کی اور اپنے صاحبِ امر

لوگوں کی' پھر اگر تم کسی معاملے پر جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹاؤ' اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہو' یہ بہتر اور اچھا ہے انجام کے لحاظ سے۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ' اولی الامر کی اطاعت بھی لازم ہے لیکن یہ غیر مستقل اطاعت ہے۔ اس سے کتاب وسنت کی روشنی میں اختلاف کیا جا سکتا ہے' آخری فیصلہ کتاب وسنت کا ہوگا۔ کتاب وسنت ہی سپریم لا ہے۔ جہاں تک فقہ اور مسلکوں کا تعلق ہے تو یہ کتاب وسنت کی تفسیر' تشریح اور ان سے استنباط کا نام ہے۔ فقہوں میں سے کسی فقہ اور مسلکوں میں سے کسی مسلک کے بارے میں کوئی آیت یا حدیث نہیں آئی۔ مختلف مسلکوں کے ساتھ جو لوگ وابستہ ہوئے ہیں وہ اس بنا پر نہیں کہ کسی آیت یا حدیث نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ فقہا کی تحقیق اور ان کے علم وعمل اور کردار سے متاثر ہو کر لوگ ان کے ساتھ وابستہ ہوئے ہیں۔ گویا مخصوص مسلک یا فقہ سے وابستگی کی اساس کوئی حکم الٰہی نہیں بلکہ فقہا کے دلائل اور عمل سے متاثر ہونا ہے۔

اگر اس بنیاد پر ایک شخص پورے مسلک سے متاثر ہو کر اس سے وابستہ ہو سکتا ہے تو اسی طرح مختلف مسلکوں کے مختلف مسائل کو اسی بنیاد پر اختیار کر سکتا ہے۔ لہٰذا کسی ایک یا چند مسائل میں ایک شخص ایک فقیہہ کے دلائل سے متاثر ہو کر ان مسائل میں اس کے ساتھ ہو تو دوسرے مسائل میں دوسرے سے متاثر ہو کر اس کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اس لیے صاحب علم آدمی کے لیے اس بات کا دروازہ کھلا ہے کہ وہ تحقیق کرے' مختلف تحقیقات کا تنقیدی جائزہ لے اور ان میں سے کسی ایک مسئلے میں ایک عالم اور کسی دوسرے مسئلے میں دوسرے عالم کی تحقیق کو ترجیح دے۔ اس لیے کہ ایک عالم کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ اپنے علم پر عمل کرے' یہ حکم نہیں ہے کہ وہ اپنے علم کی بجائے دوسرے شخص اور محقق کے علم پر عمل کرے۔

لیکن ایک عام آدمی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ صاحب علم آدمی سے پوچھ کر اس کی رہنمائی اور تعلیم کے مطابق عمل کرے۔ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (النحل ۱۶:۴۳) ''پس تم ذکر والوں (علما) سے پوچھو اگر خود نہیں جانتے''۔ لیکن اس کے لیے بھی کسی خاص مسلک کے عالم سے رجوع کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ جس عالم پر اعتماد رکھتا ہو اس سے رجوع کرے۔ اس لیے عالم کی طرح ایک عام آدمی بھی اپنے شہر کے مختلف مسالک کے علما سے متاثر ہو سکتا ہے اور مختلف مسائل میں ان کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور نیک نیتی سے ان سے استفتا کر کے ان کے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے۔ اصولی بات یہی ہے اور عمل بھی اسی اصول پر ہو رہا ہے۔ لوگ جس عالم کے علم سے متاثر ہوتے ہیں اس کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر کوئی عالم کسی مسئلے میں تحقیق کرتا ہے یا کسی کی تحقیق سے متاثر ہو جاتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی

تحقیق اور اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے علم و عمل سے صرف ان کی تلامذہ ہی نہیں بلکہ وہ علاقے بھی متاثر ہوئے جن میں یہ ائمہ اور ان کے شاگرد رہتے تھے۔ پورا مشرق امام ابوحنیفہؒ، پورا مغرب (شمالی افریقہ) امام مالکؒ، مصر و شام امام شافعیؒ اور حجاز امام احمدؒ بن حنبل سے متاثر ہوگیا اور اسی لیے ان ممالک میں ان کی فقہیں رائج ہوگئیں۔ ایسا قدرتی طور پر ہوا ہے۔ علما اور فقہا کے کسی فیصلے کی وجہ سے نہیں ہوا، نہ کسی میٹنگ میں یہ چیز طے ہوئی ہے کہ ان علاقوں کے سارے لوگ ان کی فقہ کی تقلید کریں اور نہ کسی میٹنگ ہی سے اسے ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے جس بنیاد پر لوگ ایک فقہ اور ایک مسلک سے وابستہ ہوئے اور ہوتے ہیں اسی بنیاد پر وہ اس مسلک کی کسی بات کو چھوڑ کر دوسرے مسلک کی بات کو اپنا سکتے ہیں۔ کسی خاص مسلک کی ایک بات کو کسی بھی صورت میں نہ چھوڑنا، اگرچہ اس کے مقابلے میں دوسری بات پر کتاب و سنت سے واضح دلائل موجود ہوں، کسی بھی صورت میں صحیح نہیں ہے۔ یہ بات کہ کوئی شخص یا مسلک اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے لیے مقرر کردہ نہیں ہے، بالکل واضح ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار یا پانچ مسلک طے شدہ اور مقرر نہیں ہیں کہ ان سے باہر کوئی نہ جائے۔ ائمہ اربعہ یا امام ابوحنیفہؒ کی تقلید لوگوں نے اپنی آزاد مرضی سے ان کے علم سے متاثر ہو کر اس بنا پر کی ہے کہ یہ اولی الامر کا مصداق ہیں جن کی مشروط اطاعت کا حکم ہے۔ یہ تاثر عارضی نہیں مستقل ہے۔

دنیا بھر کے مسلمان ان چاروں ائمہ کے ساتھ اپنی عقیدت کی وجہ سے وابستہ ہوگئے ہیں، چاروں کے علاوہ باقی ائمہ سے وابستہ لوگوں کی تعداد تھوڑی ہے اور ان چاروں میں سے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ وابستہ مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ لیکن وقتاً فوقتاً ایسے محققین سامنے آتے رہتے ہیں جو حنفی ہوتے ہوئے ایک مسئلے میں تحقیق کرتے ہیں تو امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو چھوڑ کر اس مسئلے میں کسی دوسرے مسلک یا اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جس کے جواز پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ علامہ ابن ہمامؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

> سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک آدمی کسی معین مسلک کو اختیار کرے تو کیا وہ مسلک اس کے لیے لازم ہو جاتا ہے؟ اس کے جواب میں بعض نے کہا لازم ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ لازم نہیں ہوتا اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۱۱۹، طبع دارالمعرفۃ، بیروت)

اس میں جو چیز منع ہے وہ خواہش نفس کی پیروی ہے کہ جو چیز خواہش نفس کے مطابق ہو یا من پسند ہو اس پر عمل کرے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے تاتار خانیہ کے حوالے سے ابوبکرؒ جوزجانی کا ایک فتویٰ

نقل کیا ہے جو مذکورہ بالا اصول کے بارے میں مضبوط دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ذیل میں علامہ شامیؒ کی عبارت کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

تاتارخانیہ میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ابوبکرؒ جوزجانی کے زمانے میں ایک حنفی المذہب شخص نے ایک اہل حدیث آدمی کو اس کی لڑکی کے بارے میں نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے پیغام کو منظور نہ کیا اور کہا کہ اگر تم اپنا حنفی مذہب چھوڑ کر اہل حدیث کا مسلک قبول کرو گے تو پیغام منظور ہے' چاہو تو قرات خلف الامام اور رفع یدین پر عمل کرو۔ چنانچہ حنفی نے ایسا کرلیا اور نکاح ہو گیا۔ ابوبکرؒ جوزجانی سے جب اس واقعے کے متعلق سوال کیا گیا تو تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کرنے کے بعد فرمایا کہ نکاح تو جائز ہے مگر مجھے اس شخص کے بارے میں خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں نزع کے وقت اس کا ایمان سلب نہ ہو جائے' کیونکہ اس نے اس مسلک اور مذہب کو چھوڑا جو اس کے نزدیک حق تھا اور مردار گندی دنیا کی خاطر اس نے حق مذہب کی توہین کر ڈالی۔ البتہ کوئی شخص اگر اپنے اختیار کیے ہوئے مذہب کو اجتہاد صحیح کی بنا پر چھوڑ دے تو یہ ایک نیک اقدام ہے اور ایسا کرنے والا اللہ کے پاس سے اجر کا مستحق ہوگا۔ لیکن دلیل کے بغیر محض دنیوی لالچ اور نفسانی خواہش کی خاطر کوئی شخص ایک مسلک سے دوسرے مسلک کی طرف منتقل ہو تو یہ یقیناً بری چیز' گناہ کا کام اور لائق تعزیر جرم ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسے امر کا ارتکاب ہے جو دین میں منکر ہے اور اسی میں دین کا استخفاف اور مذہب کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ (ردالمختار' ج ۶' ص ۱۲۸' مطلب فیما ارتحل الی غیر مذہبہ باب فی التعزیر' کتاب الحدود)

علامہ شرنبلالیؒ ایک مسلک سے دوسرے مسلک کی طرف منتقل ہونے کے جواز کی مثالیں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم نے جو مثالیں دی ہیں ان سے درج ذیل حقیقتیں واضح ہوتی ہیں:

۱- انسان پر متعین مسلک کو اختیار کرنا لازم نہیں ہے۔

۲- آدمی اپنے مسلک کے خلاف دوسرے مسلک کی تقلید میں اس کے مسائل پر عمل کر سکتا ہے' بشرطیکہ اس مسلک کی تمام شرطوں کی رعایت کرے۔

۳- وہ دو مختلف واقعات میں دو مختلف اور متضاد احکام پر عمل کر سکتا ہے' ایک واقعے میں ایک مسلک پر اور دوسرے واقعے میں دوسرے مسلک پر۔

۴- جو عمل اس نے سابق امام کی تقلید میں کیا ہے اسے دوسرے امام کی تقلید کے بعد باطل نہیں کیا جا سکتا۔ جو نماز شافعی مسلک کے مطابق پڑھی حنفی مسلک اختیار کرنے کے بعد اس کی قضا نہیں کرے گا۔

۵- عمل کرنے کے بعد دوسرے مسلک کی تقلید کی جاسکتی ہے' مثلاً ایک شخص نے اس خیال سے نماز پڑھی کہ میرے اپنے مسلک و مذہب میں صحیح ہے۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ مجھے غلطی لگی ہے' یہ نماز میرے مذہب و مسلک میں صحیح نہیں ہے۔ البتہ ایک دوسرے مذہب کے مطابق صحیح ہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ دوسرے مسلک و مذہب کی تقلید کرتے ہوئے اسے صحیح سمجھے اور اسی پر اکتفا کرے اور نماز کا اعادہ نہ کرے۔ چنانچہ بزازیہ میں امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک دفعہ حمام کے پانی سے غسل کر کے جمعہ کی نماز پڑھی۔ بعد میں ان کو بتایا گیا کہ حمام کے کنویں میں چوہا گر کر مر گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم اپنے مدنی بھائیوں کے قول پر عمل کرتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکوں تک پہنچے تو نجس نہیں ہوتا۔ (ردالمختار' ج ۱' ص ۷)

علامہ شرنبلالیؒ کے قول سے تین باتیں واضح ہوئیں۔ ایک یہ کہ لازم صرف یہ ہے کہ عمل کسی مجتہد امام کی پیروی میں کیا جائے' خواہ کوئی بھی ہو۔ دوسرا یہ کہ جس طرح کلی طور پر ایک مذہب و مسلک سے دوسرے مذہب و مسلک کی طرف انتقال جائز ہے اسی طرح جزوی طور پر بھی بعض مسائل میں انتقال کی شرائط کو ملحوظ رکھ کر جائز ہے۔

ابن ہمامؒ فرماتے ہیں ''اگر کوئی شخص ایک متعین مذہب کو اختیار کرے خواہ وہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہو یا کسی دوسرے کا' تو آیا ہمیشہ اس پر قائم رہنا بھی واجب ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں' کیونکہ واجب وہی چیز ہوتی جو خدا نے واجب کی ہو اور خدا نے کسی شخص پر یہ واجب نہیں کیا کہ وہ کسی مذہب کے ساتھ ہمیشہ لازم رہے گا۔ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ میرا رجحان بھی اسی کی طرف ہے کہ استمرار لازم نہیں ہے کیونکہ لزوم کے لیے شرعی دلیل کوئی نہیں'' (مسلم الثبوت' ص ۲۹۲)

صاحب مسلم الثبوت علامہ محب اللہ بہاری کا بھی یہی مسلک ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''اشبہ یہ ہے کہ اگر مذہب کے کسی مسئلے پر اس نے فکر و تامل اور اطمینان قلب سے عمل کیا ہو تو جب تک یہ اطمینان باقی ہو اس سے رجوع نہ کرے' اور دوسرے مسائل میں دوسرے امام کی تقلید جائز ہے اور یہ مختار قول ہے۔ کیونکہ دینی مسائل میں سلف کا طریقہ یہ رہا ہے کہ کبھی ایک عالم اور کبھی دوسرے عالم سے استفتا کر کے اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ (مسلم الثبوت' ص ۲۹۲)

فقہا نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اگر دلیل اور شرعی غرض کی بنیاد پر ایسا ہو تو جائز ہے' اور اگر اپنی اغراض کی خاطر یا مذاہب کے استخفاف اور ان کے ساتھ استہزا کے طور پر ایسا کیا جائے تو ناجائز اور موجب تعزیر ہوگا۔ اسی طرح کی صورتوں کے بارے میں فقہا نے فرمایا: ارتحل الی مذهب الشافعی

یعزر (اگر حنفیت سے شافعیت کی طرف منتقل ہوا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی"۔ (ردالمختار، ص ۱۲۸، کتاب الحدود، باب فی التعزیر)۔ اسی طرح الرجوع عن التقلید بعدالعمل باطل اتفاقًا وھو المختار فیَ المذاھب (ایک بات پر عمل کرنے کے بعد ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کیا تو یہ باطل ہے) کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسئلے میں ایک امام کے مسلک کے مطابق عمل کرلیا ہو، اس کے بعد اس مسئلے میں دوسرے مسلک کو اختیار کرلیا ہو تو سابقہ مسلک کے مطابق جو عمل ہوا ہے اسے دوسرے مسلک کے مطابق دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ماضی میں جو سابق مسلک کے مطابق کیا ہے وہ ادا ہو گیا، آیندہ کے لیے نئے مسلک کے مطابق عمل کرے۔ ابوبکرؒ جوزجانی فرماتے ہیں: لو ان رجلاً برئ من مذھبه باجتھاد وضح له محموداً ماجوراً "اگر کسی شخص پر اجتہاد کی بنا پر ایک بات واضح ہوئی ہو اور وہ اس وجہ سے اپنے فقہی مذہب سے تعلق ختم کرے تو یہ نیک اقدام ہے اور موجب اجر کام ہے"۔ (ایضاً)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: اذا کان ارتحاله لا لغرض محمود شرعًا "یعنی انتقال موجب تعزیر جرم اس وقت ہوگا، جب کہ وہ اچھی دینی غرض کے لیے نہ کیا گیا ہو"۔ اسی طرح ایک ہی عمل میں دو ایسی چیزیں جمع ہو جائیں کہ اس کے نتیجے میں وہ عمل کسی کے نزدیک بھی صحیح نہ ہو، تلفیق ہے۔ اگر ایک آدمی نے پورے سر کا مسح نہیں کیا بلکہ اس کے ایک حصے کا کیا، اور اس مسئلے میں امام شافعیؒ کے مسلک کو لیا اور وضو کتے کے جھوٹے پانی سے کیا اور اس مسئلے میں امام مالکؒ کے مسلک کی پیروی کی۔ اس طرح وضو دونوں اماموں میں سے کسی ایک امام کے مسلک پر بھی صحیح نہ ہوا۔ امام مالکؒ کے مسلک پر اس لیے نہیں کہ پورے سر کا مسح نہیں ہوا اور امام شافعیؒ کے مسلک پر اس لیے نہیں ہوا کہ کتے کے جھوٹے سے وضو اور مسح کیا جو ناپاک ہے۔ اس وضو کو جائز کرنے کے لیے سر کی مقدار کے مسئلے میں امام شافعیؒ کی، اور پانی کی طہارت و نجاست کے معاملے میں امام مالکؒ کی رائے کو اپنا لیا۔ اس کو فقہی اصطلاح میں تلفیق کہتے ہیں۔ اس لیے ایک مسلک سے دوسرے مسلک کی طرف وہ انتقال جو ایک ہی عمل میں تلفیق اور کئی مسلکوں کے جوڑنے کو مستلزم ہو، ناجائز اور موجب تعزیر ہے۔

اسی طرح ایسے لوگ جن میں اجتہاد کی اہلیت سرے سے نہ ہو، وہ کتاب و سنت کا گہرا اور وسیع علم نہ رکھتے ہوں، ایک مسئلے کی پوری تحقیق نہ کرسکتے ہوں تو ان کے لیے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ شریعت اور احکام شرعیہ کو اپنی من مانی آرا کا بازیچہ بنائیں۔ یہ کام صرف ایسے ماہرین شریعت کا ہے جنھوں نے علوم عربیہ اسلامیہ میں اہل علم مفسرین و محدثین اور فقہا کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیے ہوں اور علم و فقہ کے ساتھ طویل وابستگی کے نتیجے میں ان میں ملکہ علمیہ اور ذوقِ تحقیق پیدا ہو گیا ہو۔ وہ محض فنی عالم نہ ہوں بلکہ ان میں

للّٰہیت اور تقویٰ کی صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہوں۔ جو استدلال و استنباط میں صلاحیت رکھنے والے ہوں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: ''جو شخص استدلال کی قدرت رکھتا ہو، بعض علما کہتے ہیں کہ اس پر تقلید مطلقاً حرام ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ مطلقاً جائز ہے، اور بعض کے نزدیک صرف بوقت ضرورت جائز ہے، مثلاً وقت میں اتنی گنجایش نہ ہو کہ تحقیق کر کے دلیل سے مسئلہ نکال سکے۔ یہی قول سب سے زیادہ معتمد ہے''۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر تحقیق کی بنیاد پر دوسرے مسلک کی بات کو کوئی آدمی اختیار کرنا چاہے تو اختیار کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ تحقیق کا اہل ہو۔ عام آدمی کسی بھی محقق عالم جس کے علم پر اسے اعتماد ہو، پوچھ کر عمل کر سکتا ہے اگرچہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہو، جب کہ وہ اپنے علم کے مطابق فتویٰ دے۔ لیکن خواہش نفس کی بنا پر مذاہب کی آسان آسان باتوں کو منتخب کر کے ان کو مسلک بنانا، یا ایک مسلک کو یا مسلک کے کسی مسئلے کو چھوڑ کر دوسرے مسلک کو اختیار کرنا، یا ایک ہی عمل کے بعض مسائل میں کسی ایک فقیہہ اور کسی میں دوسرے فقیہہ کے مسلک کی آڑ لینا، کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

منشورات کی نئی کتاب

پاکستان
حال اور مستقبل

قاضی حسین احمد کے بے باک قلم سے
دورانِ اسیری کی یادگار تحریریں

یہ کتاب

— پاک بھارت جنگ روکنے کی تدابیر بیان کرتی ہے
— عالمی استعمار کے دہشت گرد پنجے سے نکلنے کی راہیں بتاتی ہے
— حکومتی پالیسیوں کا ناقدانہ وخیر خواہانہ جائزہ لیتی ہے
— افغانستان اور طالبان کی اصل حقیقت سے آگاہ کرتی ہے
— تحریک اسلامی کی مستقبل کے لیے حکمت عملی بیان کرتی ہے
— آپ کو عمل کی طرف پکارتی ہے

قیمت: ۶۰ روپے

نقد/ڈرافٹ کے ساتھ آرڈر دیں
وی پی کی سہولت موجود ہے

ہیڈ آفس: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ فون: 5425356 فیکس: 7832194
اسلام آباد: بک ٹریڈرز، بمقابل آئی پی ایس، جناح سپر مارکیٹ، فون: 73-051-2650971
کراچی: ڈیسنٹ بک پوائنٹ، A/57، بلاک 5، گلشن اقبال۔ فون: 021-4967661